نظرات

ناظرین ! مئی کا شمارہ حاضر ہے۔ کوشش کے باوجود یہ شمارہ پیشتر پیش نہ کیا جا سکا۔ اس شمارے میں مولانا حمید الدین فراہی کے ''نظم قرآن،، کی دوسری قسط ایسے مباحث پر مشتمل ہے جن کو پڑھنے کے لئے امعان نظر کی ضرورت ہے۔ مولانا کے حالات زندگی سے باخبر اصحاب کا کہنا ہے کہ وہ بمعنی عام مصنف نہیں تھے ، لکھنے کےلئےلکھنا ان کا شیوہ نہ تھا، کچھ لکھنے کے لئے وہ اس وقت تک قلم ہاتھ میں نہیں لیتے تھے جب تک کوئی بات شدت سے اس کی مقتضی نہ ہوتی۔ ان کی تصانیف تمام تر قرآن مجید سے متعلق ہیں۔ انھوں نے اس کو بطور مشن کے ایک خاص مقصد کے تحت اختیار کیا تھا۔ وہ مسلمانوں کے جملہ امراض کی علت‌العلل اس بات کو سمجھتے تھے کہ مسلمان دین سے دور جا پڑے ہیں اور دین سے دوری کا سبب یہ ہے کہ ان پر فہم قرآن کی راہ مسدود ہو گئی ہے اور جب تک یہ راہ باز نہیں ہوتی اصلاح حال کی کوئی تدبیر کار گر نہ ہوگی۔ مولانا کے نزدیک ''نظم،، فہم قرآن کی کلید ہے۔ قرآن حکیم کے مطالب کا صحیح فہم اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ نظم کو رہنما بنایا جائے۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے مضمون کا موضوع بہت اہم ہے۔ عہد نبوت میں مسلمانوں کا تصور تعلیم کیا تھا، تعلیم کے معاملے میں ان کی ترجیحات کیا تھیں، اور امتداد زمانہ کے ساتھ وہ تصور کس طرح دھندلا گیا اور اب ان کی ترجیحات کیا ہیں، اس زاویے سے مضمون کو پڑھا جائے اور پڑھ کر سوچا

بھی جائے تو شاید زیادہ مفید ہو۔

میثاق مدینہ میں میثاق کی استنادی حیثیت کی تحقیق کے علاوہ ایک بحث طلب مسئلہ وہ شق ہے جس میں ''امت،، کا لفظ وارد ہوا ہے۔ لفظ امت کو بنیاد بنا کر بعض ایسے نتائج بھی اخذ کئے جا سکتے ہیں جو حصار ملت کو منہدم کرنے کے مترادف ہو سکتے ہیں۔ فاضل مضمون نگار اس نکتے کو واضح کر کے قاری کو کسی نتیجے تک پہنچاتے تو مضمون کی افادیت بڑھ جاتی۔

ڈاکٹر جمیل کا موضوع ادبی ہے۔ انھوں نے عباسی دور کے ایک عربی شاعر کو متعارف کرایا ہے۔ عربی شاعری میں ابو العتاہیہ کو اس لحاظ سے ایک منفرد مقام حاصل ہے کہ اس کے ہاں شاعری لہو و لعب کا نام نہیں۔ عربی کی عام شاعری کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ابو العتاہیہ کی شاعری مستثنیات میں سے ہے۔ ابو العتاہیہ اکثر دینی مدارس کے نصاب میں اسی جہت سے داخل ہے۔ اس کے یہاں اس قسم کے اشعار بھی ملتے ہیں۔

و فی کل شئی له آیة   تدل علی انه الواحد

(ہر چیز میں اس کی نشانی ہے جو بتاتی ہے کہ وہ ایک ہے)

ڈاکٹر جمیل نے شاعری پر تبصرہ کا حصہ تشنہ چھوڑ دیا ہے۔ انھوں نے غالباً ابو العتاہیہ کا دیوان نہیں دیکھا۔ ثانوی ذرائع سے کچھ چیزیں لے لی ہیں۔

★★★★